''عقل'' اور ''عشق'' کے درمیان حائل خلیج کو پاٹنا علم وحکمتِ قرآنی ہی کے ذریعے ہی ممکن ہے

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام جناب باسط بلال کوشل کے تین لیکچرز (بزبان انگریزی) پر مبنی محاضرات قرآنی کی ایک اجمالی رپورٹ

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے اپنی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے تک قرآن کا پیغام پہنچانے کے لئے اس سال ۱۱ تا ۱۳ مارچ قرآن آڈیٹوریم لاہور میں محاضرات قرآنی کا اہتمام کیا۔ اس سیمینار کے مقرر امریکہ سے آئے ہوئے سکالر باسط بلال کوشل تھے۔ باسط بلال کوشل امیر تنظیم اسلامی وصدر مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد کے شاگرد رشید ہیں اور آج کل امریکہ کی دو یونیورسٹیوں سے پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ باسط بلال کوشل کا شمار ان نوجوانوں میں ہوتا ہے جو امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے حوالے سے ۱۹۶۷ء میں کی جانے والے تشخیص کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے حکمت قرآنی کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی ہے تاکہ آج کے تعلیم یافتہ افراد کو مغربی تہذیب کے زیر اثر پیش آمدہ مسائل کا قرآنی حل بتا کر انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا جا سکے۔ اگرچہ امریکہ میں انہوں نے محترم ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی میں تن تنہا یہ کام شروع کیا تھا مگر اب ''گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں'' کے مصداق انہوں نے امریکہ میں ایسے نوجوانوں کا حلقہ تیار کر لیا ہے جو دین کی اس خدمت میں ان کے ساتھ دن رات مصروف ہیں۔ ان حضرات میں عرفان اقبال' ڈاکٹر احمد افضال اور ماہان مرزا نمایاں ہیں۔

پہلے دن کا لیکچر

پہلے دن قاری مقبول احمد صاحب نے تلاوت کلام پاک سے اس سیمینار کا آغاز کیا۔

پروگرام کا آغاز شام ۶:۴۵ پر ہوا۔ ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر اسرار احمد تھے جبکہ پہلے لیکچر کی صدارت ڈاکٹر سہیل عمر ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی نے کی ۔سٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈاکٹر ابصار احمد نے سرانجام دیئے۔ ان لیکچرز کا جامع عنوان ''اقبال' اسلام اور اکیسویں صدی'' تھا۔ تاہم مقرر باسط بلال کوشل نے اپنے لیکچرز کو تین عنوانات میں تقسیم کیا تھا۔ پہلے دن کے لیکچر کا عنوان تھا:

The Ayaat of Allah :The Concrete Material as a Gateway to the Ineffable Spiritual

انہوں نے کہا کہ اقبال نے ہماری توجہ ماڈرن آدمی کے اندر ہونے والے ایک تصادم کی طرف کرائی ہے ۔یعنی ایک طرف عقل ہے اور دوسری طرف عشق ۔ان میں ایک تصادم ہے۔ چونکہ ماڈرن آدمی کا زور عقل' اس دنیا اور کائنات کے مادی حقائق پر ہے لہٰذا وہ عشق کے تجربات کی نفی کرتا ہے۔ چونکہ اللہ کے وجود کا کوئی فلسفیانہ ثبوت نہیں ہے لہذا عقل اور عشق کے درمیان ایک بہت بڑا فاصلہ ہے۔ اس فاصلہ کو ختم کرنے کے لئے قرآنی حکمت اور علم کے ذریعے عقل اور عشق کے درمیان پل بنایا جا سکتا ہے' کیونکہ قرآن خود عقل کے ذریعے مذہبی حقائق کو پرکھنے کی دعوت دیتا ہے۔

علامہ اقبال صرف شاعر' ماہر تعلیم اور فلسفی ہی نہیں تھے' بلکہ اقبال کا کام فرد کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلانا تھا جو درحقیقت اسلام کا اصل مقصد ہے۔ انہوں نے اقبال کی نظم ''لینن خدا کے حضور میں'' کے اشعار کی روشنی میں وجود باری تعالیٰ' نبوت کی ضرورت اور ایمان بالآخرۃ کے لئے نفس انسانی' تاریخ اور فطرت سے دلائل پیش کئے ۔انہوں نے کہا کہ قرآن نہ صرف خود انسان کو ہدایت دیتا ہے بلکہ کائنات میں پھیلے ہوئے لاتعداد حقائق پر غور وفکر کے ذریعے ہدایت حاصل کرنے کی بھی دعوت دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھوس مادی حقائق بھی ہمیں غیب کی طرف متوجہ کرتے ہیں ۔لہذا انسان اگر غور کرے تو اسے اپنے اندر' اور اردگرد پھیلے ہوئے حقائق سے تمام سوالوں کا جواب مل سکتا ہے' جن کے حصول میں قرآن ہماری مدد کرتا ہے۔ علامہ اقبال کا یہی مشن تھا کہ آج کے انسان کو قرآن کے ذریعے ان سوالوں کا جواب دیا جائے۔

سہیل عمر صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ کائنات میں ہر شے اللہ کی نشانی

ہے۔ہم کسی پینٹنگ کو دیکھتے ہیں تو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ پینٹر نے کیا کہا ہے۔سب کی رائے مختلف ہوسکتی ہے لیکن وہ اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ بنانے والے نے کچھ پیغام دینا چاہا ہے۔اقبال کا مشن یہ تھا کہ مخالفین اسلام کو اپنا موقف اس مقام سے سمجھایا جائے جہاں وہ کھڑے ہیں۔باسط بلال مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اقبال کے اس پوائنٹ کو سمجھا ہے۔باسط بلال کا یہ کہنا کہ اقبال کی شاعری اور نثر میں کوئی تضاد نہیں' میں اس سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔

دوسرے دن کا لیکچر

دوسرے دن کے پروگرام کا آغاز شام ۶:۴۵ پر قاری مقبول احمد صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر اسرار احمد تھے' جبکہ تقریب کی صدارت فرزند اقبال جناب جسٹس (ر) جاوید اقبال نے کی۔سٹیج سیکرٹری جناب ڈاکٹر ابصار احمد نے ابتدائی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا کہ کیا خوبصورت اتفاق ہے کہ یہ لیکچر سیریز علامہ اقبال کے فکر سے متعلق ہے اور سٹیج پر علامہ کے فرزند معنوی محترم ڈاکٹر اسرار احمد اور حقیقی فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال بیٹھے ہیں' جبکہ میں فلسفۂ اقبال کا استاد ہوں۔

مقرر باسط بلال کوشل کے لیکچر کا عنوان تھا:

From the Modern Crisis of Religion to the Post-modern Crisis of Secularism.

انہوں نے کہا کہ جاگیردارانہ نظام کو مذہبی منظوری حاصل ہے اور وہ انسان پر جبر کر رہے ہیں۔موجودہ معاشی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے موت کا کھیل عام کیا جارہا ہے۔ماضی میں عبادت گاہیں خوبصورت ترین عمارتیں ہوا کرتی تھیں آج بنکوں کی عمارتیں اعلیٰ ترین ہیں جو سود کا گڑھ ہیں۔سود سے ایک کو فائدہ ہوتا ہے لیکن لاکھوں کی زندگی کا سودا کر کے انہیں موت کے گڑھے تک پہنچادیا جاتا ہے۔

ترقی پذیر ممالک میں سودی قرضوں کی وجہ سے ۱۸ ہزار لوگ روزانہ مرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان پر عائد شدہ پابندیاں خود اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی ہے۔سپورٹس کے ذریعے لوگوں کو بیکاری کا عادی بنایا جارہا ہے۔ایک ماہر سوشیالوجی کہتا ہے کہ آج کے انسان کے سیکولر نظریات ہل چکے ہیں' فزکس کے نظریات ہل چکے ہیں۔

جارج سوروا اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ یہ عالمی معاشی نظام کسی دن دھڑام سے گر پڑے گا۔ ان حقائق کی وجہ سے آج کے انسان کا سیکولرازم پر ایمان متزلزل ہو گیا ہے۔ انبیاء کی زندگی کا مقصد اس دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنا تھا لہٰذا صرف اسلام ہی ہمیں کامل عدل وانصاف دے سکتا ہے۔

جناب جاوید اقبال نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا: میں نے اس لیکچر سے یہ سمجھا ہے کہ جو مسلمانوں کا ماڈرن دور تھا وہ یورپ کا ''ڈارک ایجز'' تھا اور جس زمانے میں یورپ جدیدیت کی طرف گیا ہماری تہذیب مضمحل ہو گئی۔ علامہ اقبال نے ہمیں خود پر تنقید کرنا سکھایا تا کہ ہم ترقی کر سکیں۔ آج اگر ہم خود پر تنقید کرتے تو ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔ اللہ نے ہمیں ذمہ داری دی تھی کہ دنیا کو ایک عادلانہ نظام دیں تا کہ لوگوں کو اس دنیا میں مسرت اور آخرت کی آسودگی حاصل ہو۔ دوسرے معاشروں میں مسرت کا تصور صرف اسی دنیا تک محدود ہے جبکہ ہمارے ہاں two-fold happiness کا تصور ہے۔ ہمیں دوسروں پر یہی برتری حاصل تھی لیکن ہمارا حال یہ کیوں ہوا کہ آج ہم دوسروں کے دست نگر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دروں بینی سے کام لینا چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہم اپنی کوتاہیوں پر نگاہ رکھیں گے تو آگے بڑھیں گے۔

تیسرے دن کا لیکچر

پروگرام کا آغاز شام ۶:۵۰ پر ہوا۔ تلاوت کی سعادت قاری مقبول احمد صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام کی صدارت امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔ باسط بلال کوشل کے آج کے لیکچر کا عنوان تھا:

From Lailat-ul-Qadar to Yaum-ul-Furqan: A Contemporary Reading.

انہوں نے کہا کہ لیلۃ القدر اور یوم بدر میں یہ فرق ہے کہ لیلۃ القدر سے وحی کے خاتمے کا آغاز ہوا۔ اس دن مکمل قرآن لوح محفوظ سے سماء دنیاوی پر نازل ہو گیا پھر وہاں سے ۲۳ سال میں آہستہ آہستہ اترا۔ یوم بدر کو یوم الفرقان کہا جاتا ہے۔ یوم بدر دراصل حضور ﷺ کے انقلابی عمل کے اختتام کے آغاز کا پہلا دن ہے۔ حضورؐ کے بعد اب کوئی وحی نہیں آئے گی لیکن استحصالی اور جابرانہ طبقات اب بھی موجود ہیں۔ آج ان کے استیصال کون کرے گا؟ حضور ﷺ کا واحد معجزہ قرآن تھا۔ آج کے ماڈرن شخص کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے

جبکہ ماضی کا مشرک کسی نہ کسی شکل میں خدا کو مانتا تھا۔آج کا ماڈرن آدمی فرائیڈ' نطشے اور مارکس کے مذہب کا پیروکار ہے جو صرف زن' زر اور زمین کی نمائندگی کرتے تھے۔کوئی آسمانی کتاب چونکہ ان چیزوں کو ایڈریس نہیں کرتی لہذا آج کے آدمی کو مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں۔لیکن ہمیں یہ سوچنا ہے کہ کیا ہم زن (جنسیات)' زر (معیشت)' زمین (اقتدار) کا روحانیات سے تعلق جوڑ سکتے ہیں۔ جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس کا جواب ہاں میں ملتا ہے۔مثلاً قرآن کی طویل ترین ''آیتِ دین'' معاشی مسائل سے متعلق ہے۔آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کے درمیان معاشی مسائل پر بحث کی گئی ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ معاشیات کا روحانیات سے تعلق ہے۔اب ازدواجی تعلقات کی طرف آیئے۔سورۃ النور کی دوسری آیت سے آگے چلیں تو اس کا بنیادی موضوع سماجی تعلقات ہیں۔میاں بیوی کے تعلقات کو روحانی ترقی کا باعث بتایا گیا ہے۔طلاق کے وقت جب کہ تعلق ٹوٹ رہا ہوتا ہے فرمایا جارہا ہے کہ تم کہ ان عورتوں سے بہتر سلوک کرو۔

اب آیئے اقتدار یعنی زمین پر غلبہ کی طرف' قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ قتال میں عبد اور معبود کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔میدان جنگ میں وہ کیفیت حاصل ہوتی ہے جو نوافل کی کثرت سے حاصل ہوتی ہے' یعنی انسان کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے ؎

صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق!

لہٰذا قتال روحانی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔آج کے ماڈرن آدمی اور کفار کے تمام سوالوں کا جواب اس زندہ معجزے یعنی ''قرآن'' میں موجود ہے۔اس قرآن کے ہوتے ہوئے آج اگر ہم ناکام ہو گئے تو یہ کائنات کی سب سے بڑی ناکامی ہوگی۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا صدارتی خطاب

آپ نے ان تین دنوں میں جو کچھ سنا وہ میری تحریک قرآنی کی اقصائے مغرب یعنی امریکہ سے آنے والی ایک بازگشت ہے۔میری فکر کے چار گوشے ہیں:

۱) قرآن حکیم کے حوالے سے دین کی حقیقت کہ اسلام مذہب نہیں دین ہے' یہ پرائیویٹ معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ غالب ہونا چاہتا ہے۔

۲) دوسرا گوشہ یہ ہے کہ یہ دین ہم سے کیا چاہتا ہے؟ یعنی یہ کہ ہمارے فرائض نماز' روزہ ہی نہیں بلکہ اسے قائم کرنا اور شہادت علی الناس بھی ہماری ذمہ داریاں ہیں۔ پھر ان کے لوازم کہ دل میں ایمان' ظاہر میں جہاد ہو اور اس کے لئے بیعت سمع و طاعت والی جماعت جس کا طریقہ حضور ﷺ کی سیرت سے ماخوذ ہو۔ ۱۹۶۵ء میں میں نے یہ تحریک شروع کی۔ اس وقت سے میری تمام توانائیاں اس کام میں لگی ہیں۔ اس کے ساتھ میری فکر کے دو گوشے اور ہیں' وہ یہ کہ:

۳) عالمی ملت اسلامیہ بحیثیت مجموعی عذاب خداوندی کی گرفت میں ہے اور اس مقام پر ہے جہاں یہودی تھے یعنی ذلت اور مسکنت اس پر تھوپ دی گئی ہے۔ اس عذاب میں تخفیف کا کوئی امکان نظر نہیں تا آنکہ کسی ایک ملک میں دین کو نافذ نہ کر دیا جائے۔ اس سزا کے سب سے بڑے حقدار عرب ہیں اس کے بعد ہم پاکستانی قوم اس کے مستحق ہیں

۴) میری فکر کا چوتھا گوشہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے یہ دین کل روئے ارضی پر غالب ہوگا اور اس کام کا آغاز اس خطے یعنی پاکستان اور افغانستان سے ہوگا۔

احادیث میں اس بارے میں پیشینگوئیاں موجود ہیں۔ چار سو سالہ تاریخ کا بہاؤ بھی ادھر ہی ہے۔ میں نے غلبۂ دین کے لئے دو میدان معین کئے ہیں' ایک یہ کہ گلوبل سطح پر جس تہذیب اور نظریات کا غلبہ ہے اس میں دراڑ ڈالی جائے کیونکہ جب تک یہ نہیں ہوگا کوئی دینی کام پنپ نہیں سکتا۔ دوسرے یہ کہ ایسی زبردست عوامی تحریک چلے جو باطل نظام کے محافظ لوگوں کو بہا لے جائے۔ یہ تحریک کسی مضبوط جماعت، کے بغیر نہیں چل سکتی جس کے کارکنوں نے خود پر دین نافذ کیا ہو۔ میں نے ۱۹۶۷ء میں ان دو کاموں کا تصور پیش کیا۔

پھر سات سال بعد انجمن خدام القرآن بن گئی لیکن کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا اور وہ مقصد ہمیں یہاں حاصل نہ ہو سکا۔ البتہ تنظیم بنانے کے کام میں کسی حد تک کامیابی ہوئی لیکن اس کی بھی پراگریس کم ہے۔ میرا پہلا پراجیکٹ الحمد للہ امریکہ میں ثمر بار ہوا اور باسط بلال نے وہاں ایک گروپ بنا لیا ہے۔ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ پاکستان ہی وہ جگہ ہے جہاں سے دین کے غلبہ کا آغاز ہوگا۔ لہٰذا باسط بلال کی محنت اور کوشش کے نتائج ان شاء اللہ بہت جلد پاکستان میں بھی ظاہر ہوں گے۔

(رپورٹ: فرقان دانش خان)